



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلامی معاشروں میں اپنے چالو طریق کار کو اسلامی تعلیمات کے موافق ظاہر کرنے کیلئے کچھ کلمات بولے جاتے ہیں جو یہ ہیں:

(وَتَشْيَا مَعَ الْعَادَاتِ وَالْتِقَائِ الْأَسْلَافِ فَتَحْنَا كَذ)

”اسلامی رسم و رواج پر چلتے ہوئے“ ہمارا طریق کار یہ ہے۔“

زمانہ حاضر کے علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ الفاظ استعمال کرنے درست نہیں یا نہیں، بعض علماء ان الفاظ کو استعمال کرنا درست نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اسلام ”رسم و رواج“ سے الگ چیز ہے۔ انہوں نے اس بارے میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ لفظ اسلام دشمنوں نے ہمارے اندر رائج کیا ہے۔ بعض دوسرے حضرات اس عبارت کے استعمال میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کیونکہ اس سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پابندی کرتے ہیں، کسی اور چیز۔ کی طرف توجہ نہیں کرتے اور عبادت کا مقصود بھی تو یہی ہے اور تقالید کا یہ لفظ اسی ”تقلید“ کے لفظ سے ماخوذ ہے جس پر علمائے کرام نے علمی کتابوں میں بحث کی ہے۔

گزارش ہے کہ آپ اس لفظ کے ضمنی معانی و مفہیم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمائیں کہ اس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اور دلائل بھی بیان فرمادیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

اسلام کسی رسم و رواج کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ تو اس وحی کا نام ہے جو اللہ نے اور اس کے رسولوں پر نازل کی اور جس کے ساتھ اس نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں جب مسلمان اس کی پیروی کرتے ہیں تو یہ چیز ان کے اخلاق و عادات کا جزو بن جاتی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام ایسے قوانین کا نام نہیں جو عوام کے رواج سے ماخوذ ہوں کیونکہ وہ یقیناً اللہ پر، اس کے رسولوں پر اور اسلامی قانون کے تمام بنیادی امور پر ایمان رکھتا ہے لیکن جو الفاظ اخبارات و رسائل اور ریڈیو وغیرہ میں اور مختلف قوانین کی شقوں میں بحیثیت استعمال ہوتے ہیں عام لوگ بھی وہی الفاظ استعمال کرنے لگتے ہیں۔ جس کی مثال سوال میں مذکور الفاظ و تشیبا مع العادات و التقاء الأسلاف ”اسلامی رسم و رواج پر چلتے ہوئے“

لوگ اسے بھی نیت سے بولتے ہیں اور ان کا مقصد دین اسلام اور اس کے احکامات کی اطاعت ہوتی ہے۔ یہ مقصد بھلا ہے جس پر وہ تعریف کے مستحق ہیں، لیکن انہیں چاہیے کہ اس مقصود کو ظاہر کرنے کے لئے ایسی عبارت استعمال کریں جو اپنے مقصود کو واضح طور پر بیان کرتی ہو اور اس سے شک نہ پڑے کہ اسلام بھی کچھ رسم و رواج وغیرہ کا مجموعہ ہے جس پر ہم اور ہمارے آباؤ اجداد چلتے آئے ہیں۔ مثلاً ان معاشروں کے طریق کار کو ظاہر کرنے کے لئے مذکورہ بالا الفاظ کے بجائے اس طرح کہا جاسکتا ہے۔

(وَتَشْيَا مَعَ شَرِيعَةِ الْإِسْلَامِ وَأَحْكَامِهِ الْعَادِلَةِ)

”... اسلامی شریعت اور اس کے عادلانہ احکام پر عمل کرتے ہوئے“

ایک مسلمان کے لئے صرف نیت کا صحیح ہونا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نیت کو ظاہر کرنے والی عبارت بھی صحیح اور واضح ہونی چاہیے۔ لہذا ایک مسلمان کو اس قسم کی عبارت سے بچنا چاہیے جن میں ان غلط معانی کا احتمال ہو کہ اسلام ہی کچھ رسوم اور رواجوں کا مجموعہ ہے۔ جب ایک انسان ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے جو غلط فہمی کے امکان سے پاک ہوں تو پھر محض حسن نیت کی بنا پر اسے اس قسم کے دو معنی الفاظ و تراکیب کے استعمال کی جواب دہی سے بری قرار نہیں دیا جاسکتا۔

وَاللّٰهُ الشَّافِعُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

(الجبۃ الدائمۃ۔ رکن: عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن خدیان، نائب صدر: عبدالرزاق عثیمانی، صدر عبدالعزیز بن باز فتویٰ ۵۶۰۹)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

